Tauseeq, Volume. 1, Issue. 2
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: : https://doi.org/10.37605/tauseeq.v1i2.11
Received: 09-09-2020
Accepted: 14-09-2020
Published: 31-12-2020

اردو ڈرامے کا آغاز اور بنیادی مباحث

(Beginning of Urdu Drama and basic discussion)

راج محمد آفریدی*
آسیہ راج*
نورین شفیع*

Abstract:

Drama is the oldest genre of literature. It's the act of telling a story in action. Drama reached India through different countries where Urdu drama came into being from Sanskrit drama. Due to the lack of interest of Muslims in India, reviewing the history of Urdu drama and deciding which is the first Urdu drama, has been a very complex issue. This article aims to determine the first Urdu play in the light of the views of the researchers.

Key Words: Darama, oldest genre, Literature, Story telling, Sanskrit drama,Urdu drama

"ڈراما" یونانی زبان کے لفظ "Drao" سے ماخوذ ہے۔ اس کا مفہوم عمل کرنا، کرکے دکھانا، حرکت کرنا یا پھر نقالی کرنا ہے۔ ادبی اصطلاح میں ڈرامے سے مراد صنف نثر کی وہ قسم ہے جسے کرداروں کی مدد سے عملی طور پر پیش کیا جاسکے۔

ڈرامے کو اصناف ادب میں قدامت کا افتخار حاصل ہے۔ دنیا کے پہلے بشر کے ساتھ ہی ڈرامے کا آغاز ہوا تھا۔ انسانوں کے افعال ان کے حرکات واعمال ہی کا نتیجہ ہیں۔ انہی حرکات وسکنات، اشارات وکلمات سے زندگی ایک ڈراما بن جاتی ہے جس میں دنیا ایک سٹیج اور انسان کردار ہوتے ہیں۔ جو کچھ انسان اس دنیا میں کرتا ہے، وہ اصل میں ڈراما ہی پیش کرتا ہے۔

قابیل نے جب ہابیل کو قتل کیا تو اس کے ذہن میں ہابیل کی لاش کو ٹھکانے لگانے کا کوئی منصوبہ نہیں تھا۔ تب قابیل نے ایک کوے کی حرکت و عمل (ڈراما) کو دیکھ کر ہی اپنے بھائی کو دفن کیا۔ اس کے علاوہ انسان کے خود کے حرکات وسکنات ڈرامے کا حصہ ہیں۔ خوشی سے ناچنا، کودنا، غم میں افسردہ ہونا اور رونا انسانی جبلت بھی ہے اور ڈراما بھی۔ انسان کے ان عملی افعال کو سادہ الفاظ میں ڈراما کہا جاتا ہے۔ چونکہ ادب زندگی کا ترجمان ہوتا

• پی ایچ ڈی سکالر، قرطبہ یونی ورسٹی پشاور
• لیکچرار، جناح کالج برائے خواتین، پشاور
• لیکچرار اردو، سٹی ڈسٹرکٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پشاور

ہے۔ادیب اس کی مدد سے اپنے جذبات، احساسات، تجربات، مشاہدات کا اظہار کرتا ہے مگر تاحال ادب کی کوئی ٹھوس اور جامع تعریف پیش نہیں کی گئی۔بالکل اسی طرح اس کی جتنی بھی اصناف ہیں، ان کی بھی جامع تعریف ممکن نہیں۔ چاہے ان کا تعلق نثر سے ہو یا شاعری سے۔

نثری میدان میں ادبا نے مختلف اصناف کا سہارا لیتے ہوئے ادب کی ہر طرح سے خدمت کی ہے۔ان میں ایک صنف ڈراما بھی ہے۔دوسری اصناف کی طرح ڈراما کی بھی کوئی حتمی یا جامع تعریف ممکن نہیں۔مختلف ادبا، ناقدین و ماہرینِ زبان و ادب نے اپنی سوچ و علم کے مطابق صنفِ ڈراما کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔جیسا کہ پروفیسر انور جمال ڈراما کو زندگی کے واقعات کی عملی پیش کش کو ڈراما کا نام دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"زندگی کے واقعات کو منصوبے کے تحت سٹیج پر عملی صورت میں پیش کرنا ڈراما ہے۔"1؎

اسی طرح ابوالاعجاز حفیظ صدیقی مشہور نقاد کلیٹن ہملٹن (Clayton Hamilton) کا ڈرامے کی تعریف کے حوالے سے ایک قول نقل کرتے ہیں:

"ڈراما ایک کہانی ہے جو اداکاروں کے ذریعے ناظرین کے سامنے سٹیج پر پیش کی جاتی ہے۔"2؎

محمد اشرف چشتی کلیٹن ہمیلٹن سے اتفاق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔انہوں نے کلیٹن ہی کی تعریف کو ذرا تفصیل سے کچھ یوں بیان کیا ہے

"ڈراما ایک ایسا آرٹ ہے جس میں انسانی زندگی کے اعمال و افعال محض بیان کرنے کے بجائے کرداروں کے ذریعے اسٹیج پر مکالماتی اسلوب میں مخاطبین کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔3؎

ڈراما کی تعریف میں مغربی ناقدین کے اقوال کو نقل کرتے ہوئے رفیع الدین ہاشمی بھی پیش پیش ہیں۔اس سلسلے میں انہوں ایک مغربی نقاد ہڈسن (Hudson) کا قول نقل کیا ہے:

"ڈراما ایک نقالی ہے جو حرکت (عمل) اور تقریر (مکالمہ) کے وسیلے سے کی جاتی ہے"۔4؎

ڈاکٹر ملک حسن اختر نے ڈرامے کی تعریف کو سمجھانے کے لیے پرسی ول وائلڈ کا قول نقل کیا ہے:

"ڈراما زندگی کی منظم ترجمانی ہے جو تماشائیوں میں جذبات کو بیدار کر دیتی ہے"۔5؎

ان تعریفوں سے ہمارا ذہن کھل جاتا ہے کہ ڈراما محض ایک تخلیقی عمل نہیں ہے۔جب تک ڈراما کاغذ کے صفحوں کی زینت ہو، تب تک وہ ڈراما نہیں بلکہ افسانوی نثر کی ایک قسم ہے۔اس حوالے سے پروفیسر خاطر غزنوی مرجوری بولٹن کا قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ادب جو کاغذ سے اٹھ کر چلنے لگے ڈراما ہے"۔6؎

اس کے علاوہ بھی بہت سے ناقدین نے ڈراما کی تعریف اپنے انداز میں پیش کی ہے۔ مثلاً ارسطو نے ڈراما کو فطرت کی نقالی تصور کیا ہے، سائیر سرد کے مطابق ڈراما رسم ورواج اور صداقت کا آئینہ ہے، ہیوگو فطرت کی نقاب کشائی کو ڈراما کا نام دیتے ہیں، کار سے زندگی کو سٹیج پر دیکھنے کو ڈراما کہتے ہیں وغیرہ۔

مندرجہ بالا مختصر سی بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ڈراما صرف اور صرف عمل یعنی ایکشن کا نام ہے اور اس کی تکمیل کے لیے محض الفاظ کافی نہیں ہوتے بلکہ یہ الفاظ کے ساتھ ساتھ عمل کا تقاضہ بھی کرتا ہے۔ الفاظ اور اعمال کے ملاپ ہی سے ڈراما تشکیل پاتا ہے۔

قصے کہانیاں سب شوق سے پڑھتے اور سنتے ہیں۔ اس کی مختلف شکلیں ہیں۔ داستان، ناول، افسانہ اور ڈراما۔ مگر ڈرامے میں تفریح کا عنصر سب سے زیادہ ہونے کی وجہ سے اسے بسر و چشم قبول کیا گیا ہے۔ ڈرامے کی یہ خوبی سب سے افضل ہے کہ اس میں تفریح کے ساتھ معاشرتی و سماجی مسائل کا حل بھی پیش ہوتا ہے اور مسلسل ایکشن سے اس میں اصلاح کا پہلو دوسرے اصناف ادب سے زیادہ ہوتا ہے۔

ڈرامے کے آغاز کے حوالے سے ناقدین متفق نہیں ہیں۔ لیکن یہ درست ہے کہ انسان کی پیدائش کے ساتھ ڈرامے کا آغاز ہو گیا تھا۔ آغاز کے حوالے سے ڈراما تمام اصناف ادب میں پہلے نمبر پر ہے مگر زمانہ قدیم میں لکھنے کا رواج ناپید ہونے کی وجہ سے دنیا کے پہلے ڈرامے کا سراغ لگانا ناممکن ہے۔ ہمارے پاس اس بات کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ہم ڈرامے کے ابتدائی دور کے بارے میں محض قیاس آرائیوں سے کام لیں اور ڈراما ناقدین کی تقلید کریں۔

ڈراما کی تاریخی مطالعہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جن معاشروں میں اصنام پرستی کا رواج عام تھا وہی ڈراما کے اولین نقوش سامنے آئے کیونکہ اس معاشرے کی عبادت کا طریقہ ناچ گانے کی شکل میں تھا جو بعد میں ڈراما کہلایا۔ اس کے علاوہ دوسرے معاشرے کے لوگ خوشی، غم، شکار، بھوک وغیرہ کے اظہار کے لیے مجنونانہ حرکات اور بے ہنگم ناچ کیا کرتے تھے۔ جب ان بے ربط اور بے ہنگم ناچ میں ہم آہنگی پیدا ہوئی تو یہ ایک فن بنتا گیا جو ڈرامے کی ابتدائی صورت بن کر بعد میں ڈراما کہلایا۔ یہ سلسلہ مصر، یونان، چین سے ہوتا ہوا ہندوستان پہنچا۔

جس وقت ڈراما دنیا بھر میں مقبول ہوا، اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ جنہوں نے ڈرامے کی ترویج پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اس کی کئی وجوہات تھیں۔ ایک یہ کہ مسلمان سنسکرت زبان سے ناواقف تھے اور برصغیر میں قدیم ڈراما سنسکرت ہی کا تھا جس کی وجہ سے اعلیٰ ڈراموں تک مسلمانوں کی رسائی ناممکن ہوئی۔ ڈراموں کی طرف عدم توجہی کی دوسری وجہ اسلام میں رقص و سرود کا شمار لغو وفضول کاموں میں ہونا ہے۔

چونکہ اسلامی روایات ان مشاغل کی نفی کرتی ہے اس لیے مسلمانوں نے مذہبی احتیاط پسندی کی وجہ سے ڈرامے کو درباری سرپرستی سے محروم رکھا۔ڈاکٹر سلیم اختر اس حوالے سے لکھتے ہیں۔

"اپنے مخصوص مذہبی عقائد کی بنا پر مسلمانوں کو ڈرامے اور راگ رنگ سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور ذاتی تعیش اور بادہ نوشی کے باوجود بھی کسی مسلمان بادشاہ نے سرکاری طور پر ڈرامے کی سرپرستی کی ضرورت محسوس نہیں کی"۔7

تیسری وجہ اردو ادب کے بانیوں میں مسلمان شعرا، ادبا اور صوفیائے کرام کا ہونا تھا۔ جنہوں نے اپنے رسم ورواج اور ثقافت کی خاطر ڈرامے کی طرف توجہ نہ دی۔ اردو ادب پر سب سے زیادہ اثر عربی اور فارسی ادب کا تھا اور چونکہ عربی وفارسی زبانوں میں ڈراما نگاری کی روایت نہ تھی۔ اس لیے اردو ادب کی ابتدا میں ڈراما نگاری کی کوئی روایت نہ رہی۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر اردو ادب کا ابتدائی دور ادب کے ایک بہترین صنف یعنی ڈراما سے بالکل خالی نظر آتا ہے۔چونکہ ابتدا میں اس صنف کو مذہبی لحاظ سے کم تر تصور کیا گیا اس لیے ڈرامے کی تاریخ پر بھی کسی نے توجہ نہیں دی۔اسی وجہ سے ابتدائی اردو ڈراما شکوک وشبہات کے خول سے نہ نکل سکا۔

اردو ڈرامے کی ابتدا کب ہوئی ؟ کون سے ڈرامے کو پہلا ڈراما قرار دیا جائے ؟اس موضوع پر مختلف آرا موجود ہیں۔ جن میں ایک رائے دوسرے کا تضاد ہے۔اسی تضاد سے حقیقت تک رسائی خاصی الجھن کا شکار ہوئی ہے۔ تاحال یہ مسئلہ لاینحل ہے۔یہ ساری اُلجھنیں اس لیے بھی پیدا ہوئی ہیں کہ ہر محقق اپنی سوچ کے تحت اور اپنی اہمیت جتانے کے لیے ایک نیا نظریہ سامنے لاتا ہے۔ جس کی وجہ سے بھی ڈرامے کے ابتدا کے مسائل کے حل میں پیش رفت نہیں ہوتی۔

اردو ڈراما کی پیدائش سنسکرت اور ہندی ڈرامے کے بعد کی ہے۔اس حوالے سے مختلف ادوار میں مختلف شہادتیں میسر ہیں۔اٹھارویں صدی کے آغاز میں جب ہندوستان پر فرخ سیر کی حکومت تھی تو نواز کبیر نامی ایک درباری شخص نے کالی داس کے مشہور زمانہ ڈرامے "شکنتلا" کا سنسکرت سے اردو میں ترجمہ کیا۔اس حوالے سے عبدالسلام خورشید رقم طراز ہیں:

"مغل باشاہوں میں سب سے پہلے فرخ سیر نے ایک شخص نواز نامی کو حکم دیا کہ وہ کالی داس کے ڈرامے شکنتلا کو اردو کا جامہ پہنائے اگرچہ یہ ترجمہ ہو گیا لیکن آج کل بالکل نایاب ہے"۔8

رام بابو سکسینہ عبدالسلام کی اس رائے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ان کے مطابق نواز نے شکنتلا کا ترجمہ اردو میں نہیں بلکہ برج بھاشا میں کیا تھا۔رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں:

"کالی داس کی مشہور کتاب " شکنتلا ناٹک "کا اردو ترجمہ جس کے دیباچے میں بطور تمہید کے وہ لکھتے ہیں کہ کالی داس کی اصل کتاب کا ترجمہ برج بھاشا میں ۱۷۱۶ء میں ایک شاعر نواز کبیر نامی مولی خان پسر فدائی خان سپہ سالار نے شہنشاہ فرخ سیر کے حکم سے کیا تھا اور ڈاکٹر گل کرائسٹ کی فرمائش سے یہ ترجمہ برج بھاشا سے بزبان اردو ۱۸۰۱ء میں کیا گیا۔"9

عشرت رحمانی بھی عبدالسلام خورشید کے نظریے کی تردید اور رام بابو سکسینہ کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"برصغیر میں سب سے پہلے فرخ سیر کے زمانے میں شکنتلا کا ترجمہ درباری شاعر نواز نے ۱۷۱۶ء میں برج بھاشا میں کیا ۔ بعض مورخین نے کسی مغالطہ کی بناء پر اس کو اردو زبان کا ترجمہ بتایا ہے"۔10

بہر حال یہ بات طے ہے کہ نواز کبیر نے شکنتلا کا ترجمہ سنسکرت سے برج بھاشا میں کیا تھا نہ کہ اردو میں۔ شکنتلا کا اردو ترجمہ کاظم علی جوان نے اُنیسویں صدی کے آغاز ۱۸۰۱ء میں فورٹ ولیم کالج میں ڈاکٹر گلکرائسٹ کی ایما پر کیا لیکن نقاد اور محققین اس پر بھی اختلاف رکھتے ہیں۔ڈاکٹر اعجاز حسین اور مولانا عبدالسلام ندوی کاظم علی جوان کے ترجمہ کو اردو کا اولین ڈراما قرار دیتے ہیں جبکہ مسعود حسین رضوی کہتے ہیں کہ کاظم علی جوان نے شکنتلا کا ترجمہ ڈرامے کی صورت میں نہیں کیا۔ اصل میں کاظم علی جوان نے کالی داس کے "شکنتلا" کا براہ راست ترجمہ نہیں کیا تھا بلکہ نواز کے ترجمے کا ترجمہ کیا تھا اور للولال جی نے اس پر نظر ثانی کی۔ اس کے ساتھ یہ ترجمہ ڈرامے کی صورت میں نہیں بلکہ قصے کی صورت میں ہے۔

اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے احمد سہیل نے اپنی تصنیف "جدید تھیٹر" میں مسعود حسین رضوی کی یہ رائے شامل کی ہے:

"بعض لوگ نواز کے شکنتلا ناٹک کو اردو کا پہلا ڈراما کہتے ہیں۔ مگر نواز ہندی کا شاعر تھا اور ہندی تلفظ کے مطابق "نواج" تخلص کرتا تھا اور کچھ دن اورنگزیب کے بیٹے اعظم کے دربار سے وابستہ رہا۔ اس کا شکنتلا کا ترجمہ اردو میں فورٹ ولیم کالج کے کاظم علی جوان اور للولال نے ۱۸۰۱ء میں کیا۔ وہ ایک مسلسل قصے کی صورت میں ہے جس کو کسی طرح ڈراما نہیں کہہ سکتے"۔11

اس مختصر سی بحث سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نواز اور کاظم علی جوان کے تراجم کو اردو ڈراموں کی فہرست میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ پس اردو کا پہلا ڈراما کون سا ہے۔ اس حوالے سے اکثر نقاد و محققین اودھ کے سلطان واجد علی شاہ کے نام پر متفق ہیں اور اردو اسے ڈرامے کا بانی کہتے ہیں۔

سید مسعود حسین رضوی نے خاصی تحقیق کے بعد یہ بات ثابت کی ہے کہ سلطان واجد علی شاہ ہی اردو زبان کے پہلے ڈراما نگار ہیں۔ انہوں نے پہلا ڈراما "رادھا کنہیا" کی کہانی سے اخذ کرکے اپنے ولی عہدی کے زمانے میں لکھا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر ملک حسن اختر نے سید مسعود حسین رضوی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

"واجد علی شاہ کے زمانے تک اردو ڈرامے کا وجود نہ تھا۔اس اہم صنف ادب کی بنیاد ڈالنے کا فخر ان کے لئے اٹھ رہا تھا۔انہوں نے ولی عہدی کے دنوں میں رادھا کہنیا کی داستان محبت پر مبنی ایک چھوٹا سا ناٹک لکھا جو ہماری خوش قسمتی سے اب تک موجود ہے۔فنی اعتبار سے اس کا درجہ کچھ بھی ہو، اردو کا پہلا ڈراما ہونے کی حیثیت سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔"12؎

ڈاکٹر اے بی اشرف اور پر فیسر فصیح الدین احمد صدیقی بھی سید مسعود حسین رضوی کی تقلید کرتے ہوئے رادھا کہنیا کی کہانی کو اردو کا پہلا ڈراما اور واجد علی شاہ کو اردو کا پہلا ڈراما نگار تسلیم کرتے ہیں۔پروفیسر فصیح الدین احمد صدیقی فرماتے ہیں:

"اردو ڈراما نگاری کی روایت رادھا کہنیا کے قصہ سے شروع ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اردو ڈراما نگاری کا آغاز یک بابی ڈرامے سے ہوتا ہے۔"13؎

"رادھا کہنیا" کی حمایت میں پیش کی گئی دلیلیں تصویر کا ایک رخ ہے کیونکہ بعض ناقدین "رادھا کہنیا" کو سرے سے ڈراما ہی تسلیم نہیں کرتے۔ان کے مطابق اس میں ڈرامے کے فنی عناصر کا فقدان ہے۔اسی طرح امانت لکھنوی کا ڈراما "اندر سبھا" ایک مکمل ڈراما ہے۔راقم الحروف کے نزدیک ہر صنف کے ابتدائی کوششوں میں فنی عناصر کا فقدان عام سی بات ہے۔کسی بھی صنف کے ابتدائی نمونوں میں انتہائی حسن کا نظر آنا ناممکن نہیں تو غیر معمولی ضرور ہے۔اس حوالے سے اردو ناول، اردو افسانہ اور دیگر اصناف ہی کو دیکھ لیجیے کہ آغاز میں ان کا مرتبہ کتنا پست تھا اور آج کتنا بلند ہے۔

جو ناقدین امانت کے ڈرامے کو سن کی بنیاد سے اردو کا پہلا ڈراما تسلیم کرتے ہیں، ان کے لیے سید وقار عظیم کا بیان بڑی اہمیت رکھتا ہے۔جن کے مطابق امانت کے "اندر سبھا" کی سن تصنیف ہی ۱۸۵۴ء ہے۔جو واجد علی شاہ کے "رادھا کہنیا" سے بعد میں لکھا گیا ہے۔سید وقار عظیم لکھتے ہیں:

"امانت کی اندر سبھا جسے اب تک اردو کا پہلا ڈراما کہا جاتا تھا۔ ۱۸۵۴ء میں تصنیف ہوئی اس لیے واجد علی شاہ کے ان ناٹکوں کی موجودگی میں اسے اردو کا پہلا ڈراما کہنا درست نہیں البتہ بقول مصنف "لکھنؤ کا عوامی سٹیج" وہ اردو کا پہلا ڈراما ہے جو عوامی سٹیج کے لیے لکھا اور کھیلا گیا۔14؎

سید بادشاہ حسن (اردو ڈراما نگاری)، مولانا عبدالسلام ندوی (شعر الہند، جلد دوم)، رام بابو سکسینہ (اے ہسٹری آف اردو لٹریچر) اور بعض دوسرے نقاد امانت لکھنوی کا ڈراما "اندر سبھا" کو اردو کا پہلا ڈراما تسلیم کرتے ہیں۔"اندر سبھا" کے بارے میں یہ بات عام ہے کہ یہ ڈراما ۱۸۴۳ء میں لکھا گیا اور ۱۸۵۴ء میں پیش کیا گیا جبکہ واجد علی شاہ کا "رادھا کہنیا" ۱۸۴۴ء میں لکھا گیا تھا۔مگر تحقیق اندازوں پر یقین نہیں رکھتی۔ تحقیق منطقی اور مدلل باتوں کو مانتی ہے۔جس کی رو سے اردو کا پہلا ڈراما "رادھا کہنیا" ہی ثابت ہوتا ہے۔

حوالہ جات

1. انور جمال، "ادبی اصطلاحات"، نیشنل بُک فائونڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۶، ص: ۱۰۴
2. ابولاعجاز حفیظ صدیقی، "کشافِ تنقیدی اصطلاحات"، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵، ص: ۸۱
3. محمد اشرف چشتی، مضمون، "ڈراما زندگی کی تصویر و تفسیر۔ایک تحقیقی مقالہ"، مشمولہ "خیابان۔بہار" شعبہ اردو، جامعہ پشاور، ۲۰۱۳، ص: ۲۴
4. رفیع الدین ہاشمی، "اصنافِ ادب"، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۱، ص: ۱۳۷
5. ملک حسن اختر، ڈاکٹر، "اردو ڈراما کی مختصر تاریخ"، مقبول اکیڈیمی، لاہور، ۱۹۹۰، ص: ۱۴
6. خاطر غزنوی، "ڈراما منزل بہ منزل"، تاج کتب خانہ، پشاور، ۱۹۹۴، ص: ۵۷
7. سلیم اختر، ڈاکٹر، "اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ"، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۹، ص: ۳۷۵
8. عبد السلام خورشید، "اردو ڈراما"، مکتبہ اردو، لاہور، س۔ن، ص: ۷
9. رام بابو سکسینہ، "تاریخِ ادب اردو"، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴، ص: ۱۱
10. عشرت رحمانی، "اردو ڈراما کا ارتقاء"، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۶۸، ص: ۴۵
11. احمد سہیل، "جدید تھیٹر" ادارہ ثقافتِ پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۸۵، ص: ۱۴
12. ملک حسن اختر، ڈاکٹر، "اردو ڈراما کی مختصر تاریخ"، مقبول اکیڈیمی، لاہور، ۱۹۹۰، ص: ۶۷
13. فصیح الدین احمد صدیقی، ڈاکٹر، "اردو کا پہلا یک بابی ڈراما"، علوی بک ڈپو، بمبئی، ۱۹۷۲، ص: ۱۰۹
14. سید وقار عظیم، پروفیسر، "اردو ڈراما (فن اور منزلیں)"، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص: ۱۳۷

Reference

1- Anwer Jamaal. "Adbiistilahaat", National book foundation, Islamabad, 2016, pg. 104

2- Abdul AijaazHafeezSiddiqui,"Kashaaf e tanqeediistilahaat" ,Muqtadaraqaumizabaan, Islamabad,1985, pg. 81

3- Mohammad Ashraf Chishti, mazmoon, " Drama Zindagikitasveer o tafseer_ ektehqeeqimuqaala", mashmoola " khayaban e bahar" Shooba e Urdu, Jaamia Peshawar, 2013, pg.24

4- Rafi uddinHashmi, "Asnaaf e Adab", Sang e meel publications, Lahore, 1991, pg.137

5- Malik HasanAkhtar,Dr, "Urdu drama kimukhtasirtareekh", Maqbool academy, Lahore, 1990, pg. 14

6- KhatirGhaznavi," Drama manzil baa manzil", Taajkutubkhaana, Peshawar, 1994, pg. 57

7-Saleem Akhter, Dr, "Urdu adabkimukhtasirtareentareekh",Sang e Meel publications,Lahore, 2009, pg.375

8- Abdus Salam Khursheed," Urdu drama", Maktaba Urdu,Lahore, س۔ن, pg. 7

9- RaamBaabuSaksena, " Tareekh e adab Urdu", Lahore, Ilm o Irfan publishers, 2014, pg.11

10- IshratRehmaani, "Urdu Drama kaaIrtiqaa", Sheikh Ghulaam Ali & Sons,Lahore, 1968, pg. 45

11- Ahmed Sohail, " Jadeed theatre", IdaaraSaqaafat e Pakistan, Islamabad,1985, pg. 14

12-Malik Hasan Akhtar, Dr, "Urdu drama kimukhtasirtareekh", Maqbool academy,Lahore, 1990, pg. 67

13- Faseehuddin Ahmed Siddiqui, Dr," Urdukaapehla yak baabi drama", Alvi book depot, Bombay, 1972, pg.109
14-Syed Waqar Azeem, Prof., "Urdu drama (fun aurmazilain)" ,Al Waqar publications, Lahore,2011, pg. 137